مدیر جامعہ علوم اثریہ حافظ عبدالحمید عامر کا

پریس کانفرنس سے خطاب

حالیہ سیلاب کے دوران جامعہ علوم اثریہ جہلم نے متاثرین سیلاب کے لیے امدادی کارروائیوں میں پرجوش، سرگرم حصہ لیا اور سیلاب زدگان کی ممکنہ حد تک بھرپور معاونت کی —— یہی وجہ ہے کہ نمائندگانِ پریس، صحافی حضرات جب جامعہ علوم اثریہ جہلم تشریف لائے اور کارکنانِ جامعہ سے جامعہ کی امدادی خدمات کی تفصیل معلوم کرنا چاہی تو مدیر الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر نے باقاعدہ ایک خطاب میں انھیں اس سلسلہ کی تفصیلات سے آگاہ کیا —— جہلم شہر اس سیلاب سے کس حد تک متاثر ہؤا، اس کا بھی کچھ اندازہ قارئینِ کرام کو اس خطاب سے ہو گا۔ (ادارہ)

محترم ساتھیو، صحافی حضرات —— السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ جس جذبے اور خلوص کے ساتھ یہاں تشریف لائے ہیں اور اپنے فرائض کی بجا آوری کے سلسلہ میں، معلومات کے حصول کے لیے جو کوشش کی ہے، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں —— اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے! —— جامعہ علوم اثریہ، بحمداللہ جہلم کا ایک معروف ادارہ ہے۔ میرا اس ادارہ کے ساتھ تعلق مدیر کی حیثیت سے ہے —— اللہ کا شکر ہے کہ مجھے مدینہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا، فراغت کے بعد مدینہ یونیورسٹی نے بحیثیتِ استاد اور پرنسپل میری یہاں باقاعدہ تقرری کی ہے۔ میں مدینہ یونیورسٹی کا جہلم شہر اور جامعہ علوم اثریہ میں ایک طرح سے نمائندہ ہوں ——

جامعہ علوم اثریہ ایک منفرد، دینی، تعلیمی ادارہ ہے جو انجمن اہلِ حدیث کے زیرِ اہتمام عرصۂ دراز سے اسلامیانِ جہلم کی علمی تشنگی بجھا رہا ہے۔ اس ادارہ میں درسِ نظامی، دورہ حدیث کے ساتھ ساتھ میٹرک تک باقاعدہ تعلیم کا انتظام ہے۔ تبلیغی میدان میں جہاں لوگوں کو خالص توحید و سنت کی دعوت دی جاتی ہے، وہاں انجمن کے زیرِ اہتمام ایک باضابطہ سوشل ویلفیئر ونگ بھی قائم ہے جو کہ علاقہ بھر میں انسانیت کی خدمت، نیز یتیموں، بیواؤں، مساکین کے لیے وظائف کا اہتمام کرتا ہے۔ راٹھیاں موڑ کے ساتھ بھٹیاں میں "الاثریہ جہلم ٹرسٹ ہسپتال بھٹیاں" کے نام سے ایک ہسپتال بھی قائم ہے، جہاں مریضوں کو ادویات اور علاج معالجہ کی سہولتیں مفت فراہم کی جاتی ہیں ــــ جہاں تک جہلم شہر کا تعلق ہے، جامعہ کے ساتھ ہی قائم شدہ "اثریہ فری ڈسپنسری" انسانیت کی خدمت کر رہی ہے اور یہاں بھی لوگوں کا علاج فری کیا جاتا ہے۔

حالیہ سیلاب کی لپیٹ میں جہاں شہر کے دیگر تمام علاقے اور عمارتیں آئیں، وہاں جامعہ کی نگرانی میں چلنے والی مساجد ــــ مثلاً مسجد چوک اہل حدیث، مسجد ڈھوک جمعہ اور مسجد بلال ٹاؤن جو حال ہی میں تعمیر ہوئی ہے ــــ بھی اس کی زد میں آئیں اور ان کے اندر کئی کئی فٹ پانی کھڑا رہا۔ میری رہائش جامع مسجد چوک اہل حدیث کے حجرہ میں ہے۔ چوک اہل حدیث شہر کا نشیبی علاقہ ہے، جہاں معمولی بارش ہونے کے بعد بھی پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔ یہاں اس روز حالت یہ تھی کہ مسجد کے اندر پانی کی بلندی چھ فٹ تک تھی، لہٰذا میرا وہاں سے نکلنا مشکل ہو گیا۔ اس ادارہ کے ذمہ دار کی حیثیت سے میرا یہاں آنا بھی ضروری تھا، کیوں کہ رئیس الجامعہ مولانا محمد مدنی ان دنوں ملک سے باہر لندن میں اہل حدیث کانفرنس میں شرکت کے لیے گئے ہوئے تھے۔ بڑی مشکل سے تقریباً بارہ بجے ایک کشتی کا انتظام ہو سکا اور میں اس میں سوار ہو کر گھر سے جامعہ پہنچا۔ اس دوران جامعہ میں بھی پانی داخل ہو چکا تھا۔ اساتذہ کرام نے مجھے بتلایا کہ انھوں نے طلباء کے ساتھ مل کر پہلے جنوبی جانب بند باندھا، اس طرح انھیں تہ خانہ خالی کرنے کے لیے ایک گھنٹہ مل گیا۔ اس کے بعد پانی ساتھ والی گراؤنڈ کو بھرتے ہوئے مغربی گیٹ سے داخل ہوا، جس کے نتیجہ میں جامعہ کا ریکارڈ اور سٹور کا کافی سامان جس میں اخبارات، رسائل، طلباء کے بستر، چار پائیاں اور مشینیں وغیرہ پڑی تھیں، ضائع ہو گیا۔

سیلاب آنے کے دوسرے روز جمعہ تھا، سب سے پہلے مسجد کو صاف کر کے نمازِ جمعہ ادا کی گئی، پھر انتظامیہ سے رجوع کر کے ان سے جامعہ کے تہ خانہ میں سے پانی نکالنے کو کہا۔ اس طرف سے فراغت پانے کے بعد اہلِ شہر کی طرف متوجہ ہُوا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اساتذہ کرام کو، جنھوں نے مجھے اجازت دی کہ میں لوگوں کی جس حد تک خدمت کر سکتا ہوں، کروں۔ اس دن سے آج تک میں اپنے بھائیوں قاری عبدالرشید صاحب، حافظ احمد حقیق، حافظ عبدالرؤف، شبان اہلِ حدیث کے نوجوانوں اور دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ انجمن اہلِ حدیث کے بزرگوں کی نگرانی میں مختلف کاموں میں مصروف ہوں۔ چنانچہ درس و تدریس وغیرہ کی تمام سرگرمیاں معطل رہیں اور جہلم کے لوگوں کی خدمت کی جا رہی ہے۔ ہفتے کے روز میں نے شہر میں راؤنڈ کے دوران جا بجا گندگی کے ڈھیر دیکھے۔ کیوں کہ لوگوں نے اپنے گھروں اور دوکانوں سے خراب ہونے والا مال، اناج اور دوسری خورد و نوش کی چیزیں باہر پھینکنی شروع کر دی تھیں، جس سے اس قدر تعفن پیدا ہو چکا تھا کہ شہر میں چلنا پھرنا دوبھر تھا۔ الحمد للہ کہ میرے ذہن میں یہ خیال آیا، کہیں اس تعفن سے بیماری نہ پھیل جائے، لہٰذا اس کا فوری سدِّ باب ہونا چاہیے۔ فی الوقت ہم جو کچھ کر سکتے تھے، وہ یہی تھا کہ لوگوں کو حفاظتی ٹیکے لگوائے جائیں۔ میں نے اے ڈی سی جی صاحب سے مل کر کہا کہ ہمارے پاس عملہ موجود ہے، آپ ٹیکوں کا انتظام کر وا دیں۔ انھوں نے رات آنے کو کہا کہ ڈاکٹروں سے کہہ کر ادویات مہیا کر وا دوں گا۔ حسبِ وعدہ انھوں نے نہ صرف ادویات مہیا کیں بلکہ اپنا عملہ بھی ہمیں دے دیا۔ فوری طور پر ہم نے شاندار چوک اور دوسرے اہم مقامات پر موبائل ٹیمیں ترتیب دیں اور شہر کے علاوہ قریبی دیہاتوں میں بھی جا کر کام شروع کر دیا۔ چوبیس روز سے یہ کام جاری ہے۔ لاہور موڑ پر آج تک ہمارا ایک کیمپ قائم ہے، الاثر یہ ڈسپنسری میں بھی ٹیکے لگائے جا رہے ہیں اور بھٹیال ہسپتال میں بھی کام جاری ہے، البتہ باہر جو کیمپ قائم تھے، وہ اکیس روز بعد ہم نے بند کر دیئے۔ اس سلسلہ میں ہمارے ساتھ ان نوجوانوں نے بڑا تعاون کیا جنھوں نے نرسنگ کے کورس کیے ہوئے ہیں۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے عملہ اور ڈی ایچ او صاحب نے بھی ہمارے ساتھ بڑا تعاون کیا۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ تیس پینتیس ہزار افراد کو باقاعدہ ادویات مہیا کی گئیں، جبکہ کم از کم چالیس ہزار افراد کو ٹیکے لگائے گئے اور ہر دفعہ نئی سرنج سے ٹیکہ

لگایا گیا ـــــ میں اس تعاون پر ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے ۔ آمین!

علاوہ ازیں دوسری بات جو ہمارے ذہن میں آئی، وہ یہ تھی کہ لوگ گھروں کے اندر کھانا وغیرہ نہیں پکا سکتے تھے اور سیلاب کے باعث اشیائے خوردنی کا حصول بھی ناممکن تھا۔ چنانچہ ہم نے کھانا پکا کر لوگوں کو مہیا کیا، ایک دن میں چھ سے دس دیگیں پکائی جاتیں اور تقسیم ہوتی رہیں ۔ الحمد للہ ہفتہ کے روز سے ہی ہم نے یہ کام شروع کر دیا تھا۔ دس دن تک ہمارا یہ معمول رہا، اب جبکہ حالات سنبھل چکے ہیں، ہم نے یہ کام بند کر دیا ہے ۔

پھر یہ مسئلہ بھی قابلِ غور تھا کہ امیر آدمی تو معاشی جھٹکا برداشت کر لیتا ہے، لیکن وہ غریب آدمی، جن کے گھر تباہ ہو گئے اور ان گھروں میں ان کی جمع شدہ پونجی بھی ضائع ہو گئی، یعنی جن کی کل کائنات ہی یہ تھی، ان کے بارے بھی کچھ سوچنا چاہیے۔ اس کے لیے ہم نے راولپنڈی اپنی جماعت نیز وہاں پر موجود جامعہ کے نمائندوں سے رابطہ قائم کیا اور ان سے دو ٹرک سامان منگوایا جس میں آٹا، چاول اور دیگر ضروریاتِ زندگی کی اشیاء شامل تھیں ـــــ یہ دو ٹرک گویا بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہوئے، اس کے بعد تو جماعت اہلحدیث کی طرف سے پورے پنجاب میں ایک مسلسل عمل شروع ہو گیا اور بیسیوں ٹرک سامان کے یہاں پہنچے، جنھیں ہم نے خورد اور چک جمال وغیرہ، غرض کہ جہاں تک ہو سکا، پہنچایا اور لوگوں میں کپڑے، خوراک، بستر اور دیگر اشیاء تقسیم کیں ۔ بلکہ جماعت نے ہم سے پوچھا کہ آپ کے علاقے میں جن چیزوں کی ضرورت ہو، وہ بھجوائی جائیں اور ضرورت کے مطابق یہ چیزیں جماعت نے مہیا کیں ـــــ اللہ تعالیٰ جماعت اہل حدیث کو اس ایثار و قربانی کا اجرِ جزیل عطا فرمائے ۔

ایک بات جو ہم نے نوٹ کی، وہ یہ کہ یہاں سامان کی تقسیم کے سلسلہ میں خاصی زیادتی ہوئی ـــــ سامان تقسیم کرنے والوں سے بھی اور مستحقین سے بھی! ـــ ہم نے دیکھا کہ چند تیز طرار قسم کے لوگ سامان تقسیم کرنے والوں کا راستہ روک کر ان سے سامان لے لیتے اور اس طرح مستحقین محروم رہ جاتے ـــــ میرا اندازہ ہے کہ اس بناء پر صرف ۲۵٪ سامان مستحقین کو، جبکہ ۷۵٪ غیر مستحقین کو ملا ہے ـــــ ہم نے چونکہ باضابطہ اور پلاننگ کے تحت تقسیم کا عمل کیا، پہلے جماعت اور شبان اہلِ حدیث کی میٹنگ بلائی اور باہمی مشورہ

سے لائحۂ عمل طے کیا، اس لیے الحمد للہ ہمارا سب سامان مستحقین کو ملا ہے اور ہماری کوئی امدادی چیز ضائع نہیں ہوئی۔

آخر میں مَیں اس بات کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ سیلاب، محض سیلاب نہیں، بلکہ عذاب تھا ـــــ اللہ رب العزت کی طرف سے ہمارے لیے ایک تازیانہ تھا اور جس کی اصل وجہ ہماری عملی کوتاھیاں ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی بھی اصلاح کرے اور دوسروں کو بھی اصلاحِ احوال کی دعوت دے ـــــ چنانچہ اصل اہمیت اس بات کی نہیں کہ ہم نے اس آڑے وقت میں کیا کچھ کیا، اور کیسے کیا؟ ـــــ ہاں بلکہ اصل اہمیت اس بات کی ہے کہ ایسا ہوُا کیوں ـــــ کہیں ہمارا رب ہم سے ناراض تو نہیں؟ ـــــ یہ بات آج ہی سوچ لینے کی ہے، ورنہ آئندہ کسی زیادہ بڑی مصیبت سے دو چار ہونے کے خدشہ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ـــــ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے وہ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہماری زندگی کا ایک ایک قدم، ایک ایک حرکت اپنی رضا کے تابع بنا دے ـــــ

اللّٰھم وفق لنا لما تحبّ وترضٰی ـــ وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین!

شعر و ادب

جناب فضل ابنالوی

مناجات

اے خدا لطف و کرم اور عنایت فرما
عظمتِ رفتہ مسلمان کو پھر کر دے عطا

تیرے "کُن" کہنے سے ہی پیدا ہوئے ارض و سما
خالقِ کون و مکاں، ابرِ کرم بحرِ سخا

اب یہ نظارہ نہیں آنکھوں سے دیکھا جاتا
کیوں مسلمان ہیں اب دست و گریباں پیہم

تو جو چاہے گل و گلزار ہوں رونق افزا
تیری قدرت تو ہے وہ جس کی نہ حد ہے نہ حساب

تیری حکمت کا نہیں راز سمجھ میں آتا
کیوں نہیں اس بات کا ہوتا احساس

صُلح جوئی کا ہو احساس دلوں میں پیدا
کر دے تسبیح کے دانوں کی طرح پھر یکجا